روزنامہ
الفضل ربوہ
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
(ایڈیٹر: نسیم سیفی)

جلد ۷۴/۳۹ | جمعرات ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ، ۱۶ نبوت ۱۳۶۸ ہش، ۱۶ نومبر ۱۹۸۹ء | نمبر ۲۶۰

خاص توجہ سے دعا کرنا

"دعا کا مضمون ایسا ہے جو ساری انسانی زندگی کی دلچسپیوں پر حاوی ہے اور عمومی دعائیں نہیں بلکہ خاص معاملات کے متعلق خاص توجہ سے دعا کرنا ضروری ہوا کرتا ہے اور اس کے نتیجے میں اس میں برکت ملتی ہے"۔

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ۔ الفضل ۱۲، نومبر ۱۹۸۹ء صد ۶)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

چند نووارد شخصوں نے بیعت کی۔ بعد از بیعت فرمایا:

"دیکھو بیعت تو تمہاری ہو چکی۔ تمہیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ خدا کا قہر سخت ہوتا ہے۔ اگرچہ دنیا کا عذاب بھی سخت اور ناقابلِ برداشت ہوتا ہے مگر تاہم جس طرح ہوتا ہے۔ اچھے بُرے دن گزر جاتے ہیں مگر آخرت کا عذاب تو ناپیدا کنار ہے اس لئے مناسب ہے کہ اس کے واسطے کافی سامان کیا جاوے۔

ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ جو شخص آتا ہے اور بیعت کرتا ہے ہم پر فرض ہوتا ہے کہ اسے کرنے اور نہ کرنے کے کاموں سے آگاہ کریں۔ جیسا بے خبر آیا تھا ویسا ہی بے خبر واپس نہ جاوے ایسا ہونے سے معصیت کا خوف ہے کہ اُسے کیوں نہ بتایا گیا؟ سو تم سوچ لو کہ مقدم امر دین ہی کا ہے۔ دنیا کے دن تو کسی نہ کسی طرح گزر ہی جاتے ہیں

شب تنور گزشت و شب سمور گزشت

غرباء اور مساکین بھی جن کو کھانے کو ایک وقت ملتا ہے اور دوسرے وقت نہیں ملتا اور آرام کے مکان بھی نہیں ہوتے ان کی بھی گزر ہی جاتی ہے اور امراء اور پلاؤ زردے کھانے والے اور عمدہ مکانوں اور بالاخانوں میں رہنے والے بھی اپنے دن پورے کر ہی رہے ہیں کسی کا دُکھ درد سے اور کسی کا عیش میں گزارہ ہوتا ہے۔ مگر عاقبت کا دُکھ جھیلنا بہت مشکل ہے اور وہ عذاب اور اس کے دُکھ درد ناقابلِ برداشت ہوں گے۔ لہذا دانا وہی ہے کہ جو اس ہمیشہ رہنے والے جہان کی فکر میں لگ جاوے"

(ملفوظات جلد پنجم صد ۲۳۵-۲۳۶)

اعلان داخلہ برائے سال ۱۹۹۰ء

نصرت جہاں اکیڈمی کے جونیر سیکشن میں PREP کلاس میں داخلہ ٹسٹ وانٹرویو ۸، دسمبر ۱۹۸۹ء بروز جمعہ صبح نو بجے ہوگا۔

داخلہ کے خواہشمند ایسے بچے اور بچیاں جن کی عمر ½ ۴ سال سے ½ ۵ سال تک ہو داخلہ فارم دفتر سے حاصل کرلیں۔ داخلہ فارم پُر کرکے

پیدائش کے سرٹیفکیٹ کے ساتھ دفتر میں جمع کروا دیں پیدائش کے سرٹیفکیٹ کی فوٹو کاپی کے بغیر داخلہ فارم قبول نہیں کئے جائیں گے۔

پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ

خدا بڑا خزانہ ہے۔ خدا بڑی دولت ہے۔

نماز وصلِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے وصلِ الٰہی کو نماز کا مقصد قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں

"یہ تو ایک سواری ہے جس پر بیٹھ کر انسان کسی محبوب کی طرف جاتا ہے اور ہر دفعہ ہر سفر کا مقصد ملاقات ہے"۔

پس اگر آپ پانچ نمازیں پڑھتے ہیں تو نماز کی سواری پر سوار ہو کے آپ پانچ دفعہ خدا تعالیٰ کی ملاقات کے لئے روانہ ہوتے ہیں۔ اور اگر اس کے علاوہ بھی نوافل پڑھ لیتے ہیں تو اتنی ہی بار آپ خدا کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مضمون کو "احسان" کی تفسیر کے طور پر بیان فرمایا ہے۔ فرمایا احسان کیا ہے؟ اس طرح نماز پڑھنا کہ گویا تو خدا کو دیکھ رہا ہے۔ وصل کی تعریف یہ ہے کہ تم نہ صرف یہ کہ خدا کے حضور حاضر ہو بلکہ اسے دیکھ رہے ہو۔ اگر اس مقام تک پہنچنے کی اس حد تک توفیق نہیں ملتی تو کم از کم اتنا احساس تو ہو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔ ایسی نمازیں اصل میں وہ نمازیں ہیں جو شیریں اور پُر لذت مضمون کے ساتھ بھر جاتی ہیں کیونکہ جس ہستی کو آپ مخاطب کر رہے ہیں اور اس کی ثنا اور اس کی تسبیح کر رہے اس کی حمد کے گیت گا رہے ہیں اگر وہ سامنے موجود ہو اور آپ کو احساس ہو کہ وہ سُن رہا ہے پھر آپ کی تعریف اور حمد و ثنا میں ایک خاص لذت پیدا ہو جائے گی۔ اور اگر اس کی حاضری کا احساس نہ ہو یا یہ بھی احساس نہ ہو کہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے تو یہ ساری چیزیں بے معنی ہو جائیں گی۔ وہی الفاظ آپ زندگی میں کروڑوں دفعہ بھی دہرائیں تو ان کے کوئی معنی نہیں ہوں گے۔ یعنی مطلب سمجھنے کے باوجود بھی وہ نتیجہ خیز نہیں ہوں گے۔ اس لئے حضرت اقدس (بانیٔ سلسلہ احمدیہ) اس کی طرف بار بار توجہ دلاتے ہیں اور اگر وصال نصیب نہ ہو تو اس کے لئے دوا بھی دیتے ہیں۔ وصال کیسے نصیب ہوتا ہے؟ وصال سے محرومی کا علاج کیا ہے؟ فرماتے ہیں

"جب تک خدا کسی کو پاک نہ کرے کوئی پاک نہیں ہو سکتا۔ اور جب تک وہ

باقی صد ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ ، مقام اشاعت : دار النصر غربی ربوہ
قیمت : ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۶؍ نبوت ۱۳۶۸ ہش ۱۶؍ نومبر ۱۹۸۹ء

اعمال صالحہ کی کشتی

کشتی پہ سوار ہونا حفاظت کا ایک استعارہ بن گیا ہے ۔ کشتی پر سوار ہو کر ہی دریا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک جایا جا سکتا ہے ۔ اگر بادو باراں کا سیلاب ہو تو کشتی پر ہی بیٹھ کر اپنے آپ کو بچایا جا سکتا ہے ۔ کشتی چاہے باقاعدہ کشتی کی صورت میں ہو یا صرف تختے اور گیلیاں ۔ اصل بات یہ ہے کہ پانی سے بچنے کے لئے ایسی چیز درکار ہے جو پانی میں ڈوبے نہ بلکہ اس پر تیرتی رہے ۔

گویا کہ یہ استعارہ اسی وقت کامیابی کا ضامن ہو سکتا ہے جب کشتی ثابت و سالم ہو اور ہر قسم کی طوفانی لہروں پر تیر سکے ۔ سب سے پہلے تو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا ہی ذکر آتا ہے ۔ وہ محض کشتی نہ تھی بلکہ خدا کی نظروں کے سامنے بنی ہوئی کشتی تھی ۔ ظاہر ہے کہ انسان کی نظروں سے تو کشتی کے سوراخ چھپ سکتے ہیں اور نقصان کا باعث ثابت ہو سکتے ہیں لیکن جو کشتی خدا کی نظروں کے سامنے بنے گی اس میں کسی قسم کی کوئی چھوٹی سے چھوٹی خامی بھی نہ رہ پائے گی ۔ اسی لئے وہ کشتی جو حضرت نوح علیہ السلام نے تیار کی اور اللہ تعالےٰ کی نظروں کے سامنے تیار کی اس نے صرف اتنا ہی کام نہیں کیا کہ کوئی دریا پار کروا دیا ۔ اس نے دنیا کی تاریخ کے سب سے بڑے طوفان میں لوگوں کی جان بچا لی اور حفاظت سے انہیں ایک بلند و بالا چوٹی پر لے گئی ۔

روحانی طور پر بھی کشتی کا ذکر آتا ہے ۔ دنیا میں گناہوں کا طوفان ہے اور یہ طوفان موجیں مار رہا ہے ۔ اس سے بچا اسی صورت میں جا سکتا ہے کہ انسان کشتی پر بیٹھ جائے ۔ گناہوں سے بچنے کے لئے جس کشتی پر بیٹھنا ہوتا ہے اس کی طرف ہمارے پیارے امام نے یہ کہہ کر اشارہ فرمایا ہے کہ جماعت احمدیہ کو چاہیئے کہ اعمالِ صالحہ کی کشتی میں سوار ہو جائے ۔ اعمال صالحہ کی کشتی خدا ہی کی نظروں کے سامنے بنتی ہے اور گناہ کے ہر طوفان سے محفوظ رکھتی ہے ۔ آئیے اس کشتی میں سوار ہو جائیں ۔

ہمیں بشارت ملی ہے جینے کی موت کی بات کیوں کریں ہم
کسی کے خنجر سے کیوں چھپیں ہم کسی کی گولی سے کیوں ڈریں ہم

زمانہ سازی سے اپنی فطرت کو کچھ لگاؤ نہ ہے نہ ہو گا
نمائشی طور پر جئیں کیوں نمائشی موت کیوں مریں ہم

——— ابوالاقبال

الفضل میں شائع ہونیوالی بعض نظموں کی شاعرات کو بعض مخالفین نے ڈرانے دھمکانے کے لئے خطوط لکھے ۔ یہ تمام خطوط الفضل کی معرفت ہی آتے رہے ہم یہ تمام خطوط جنہیں خط لکھے گئے تھے انہیں پہنچاتے رہے ۔ ان شاعرات میں سے فہمیدہ منیر بھی ہیں ۔ چنانچہ فہمیدہ صاحبہ نے ان خطوط سے متأثر ہو کر ایک نظم کہی ۔ جو قارئین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے ۔ خط چونکہ اپنی غلاظت کیوجہ سے ناقابلِ اشاعت ہیں ۔ اسلئے وہ شائع نہیں کئے جا رہے لیکن ان خطوں کے جواب میں اس نظم کو پڑھنے سے پتہ چل سکتا ہے کہ ہمارے بعض مخالف کسطرح کف بدہن رہتے ہیں اور ہم کس تحمل اور بردباری کے حامل ہیں ۔

(مدیر)

کچھ گمنام لوگوں کیلئے!

کتنی گنہگار ہوں سب جانتے ہیں لوگ
پھر بھی وفا شعار ہوں سب مانتے ہیں لوگ

بے نام بے نمود ہوں بیکس ہوں اور غریب
ہاں تیرے نام سے مجھے پہچانتے ہیں لوگ

محبوب تو خدا کا ہے میری مجال کیا ؟
دیوانی تیرے نام کی گردانتے ہیں لوگ

عاجز ہوں مجھ کو عجز سے زاری سے واسطہ!
کس واسطے ڈراتے ہیں کیوں ڈانٹتے ہیں لوگ ؟

کہتے ہیں تیرے دین کو کہدوں میں الوداع
گھر بیٹھے گند لکھتے ہیں خط ڈالتے ہیں لوگ

آنکھوں میں آنکھ ڈال کے کہتے ہیں جھوٹ بات
کہنا پڑے جو سچ تو بہت کانپتے ہیں لوگ

دستار اور عمامہ کی اب خیر مانگئے
بھیڑوں میں اونٹ کون ہے پہچانتے ہیں لوگ

اللہ ہے ایک اور محمدؐ رسول ہیں
اس سچ کو میں کہوں تو برا مانتے ہیں لوگ

میں تیرا نام لوں گی کہوں گی تجھے رسول
سولی پہ مجھ کو ٹانگ دیں گر ٹانگتے ہیں لوگ

میرے خدا زمانے کو سمجھاؤں کس طرح ؟
اک بے نوا کی بات بھلا مانتے ہیں لوگ

عظمت میں ان کو دوں تو کرارا سا اک جواب
پر میری تمکنت کو بھی پہچانتے ہیں لوگ

ڈاکٹر فہمیدہ منیر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علمی مسائل

حضرت فضلِ عمر

خدائی طاقتیں

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار کرتے ہیں۔ انہوں نے خدائی صفات کا کبھی پورا اندازہ نہیں کیا۔ اور یہی وجہ ان کے ٹھوکر کھانے کی ہے۔ چنانچہ دیکھ لو جو لوگ خدا تعالیٰ کی توحید کے قائل نہیں یا وہ لوگ جو اور ذرائع کو بیچ میں لانا چاہتے ہیں۔ ان کے اس عقیدے کی بنیاد ہی اس امر پر ہے۔ کہ ان کا دماغ یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا کہ ایک ایسی ہستی بھی ہے جو سب دنیا کو دیکھ رہی ہے۔ اور سب لوگوں کی آوازوں کو سن رہی ہے وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ بعض ایسے درمیانی واسطوں کی ضرورت ہے جن میں خدائی طاقتیں تقسیم ہوں اور جو اپنی اپنی جگہ ان طاقتوں کو استعمال کر رہے ہوں۔ اس دھوکہ کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا اندازہ اپنی طاقتوں کے لحاظ سے کیا۔ اور خدائی طاقتوں کا انسانی طاقتوں پر قیاس کر لیا۔ انہوں نے دیکھا کہ انسان جب ایک طرف نگاہ کرتے ہیں تو دوسری طرف کی چیزیں انہیں نظر نہیں آتیں۔ پس انہوں نے خیال کر لیا کہ خدا تعالیٰ کی نظر بھی محدود ہے۔ پھر جب انسانوں نے دیکھا کہ ہم ہر جگہ کی آواز ایک وقت میں نہیں سن سکتے تو خیال کر لیا کہ خدا تعالیٰ بھی ہر جگہ کی آواز ایک وقت میں نہیں سن سکتا۔ غرض انسانی طاقتوں پر خدائی طاقتوں کا جب انہوں نے قیاس کیا تو انہیں ضرورت محسوس ہوئی کہ خدا تعالیٰ کے بعض شریک مقرر کریں۔ اسی خیال کے نتیجے میں بعض فلسفیوں کا عقیدہ تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کو کلی علم ہے جزئی نہیں۔ یعنی اسے یہ تو پتہ ہے کہ انسان روٹی کھایا کرتا ہے۔ مگر اسے یہ پتہ نہیں کہ زید اس وقت روٹی کھا رہا ہے۔ اسے یہ تو علم ہے کہ انسانوں کے گھروں میں بچے پیدا ہوا کرتے ہیں۔ مگر اسے یہ علم نہیں کہ اس وقت زید یا بکر کے گھر میں بچہ پیدا ہو رہا ہے۔ اب اس خیال کی بنیاد اسی امر پر ہے کہ انسان اپنی محدود طاقتوں سے خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا اندازہ لگاتا ہے۔ مگر آج دیکھو وہ کمزور انسان جو خدا تعالیٰ کی طاقتوں کو گرا رہے تھے انہیں خدا نے کہا کہ تم ہماری طاقتوں کا تو اندازہ ہی نہیں لگا سکتے آؤ میں تمہاری اپنی طاقتوں کو ابھارتا ہوں۔ اور تمہیں بتاتا ہوں کہ تم اپنی آواز کو کہاں کہاں تک پہنچا سکتے ہو۔ اور تم کتنی دور دور کی آواز بخوبی سن سکتے ہو۔ چنانچہ اس نے وائرلیس ایجاد کروا کے بتا دیا کہ جب تمہارے جیسی ذلیل اور حقیر ہستی ساری دنیا کی آوازیں وائرلیس کے ذریعے سن سکتی اور ساری دنیا میں اپنی آواز پہنچا سکتی ہے۔ تو کیا وہ خدا جو تم کو پیدا کرنے والا ہے وہ تمہاری آوازیں نہیں سُن سکتا۔ آج جب انگلستان کا ایک ڈوم یا میراثی یا ایک گانے والی کنچنی ساری دنیا میں اپنی آواز پہنچا رہی ہوتی ہے تو فضا کی ہر حرکت اور آواز کی ہر جنبش یورپ کے فلسفیوں پر قہقہے لگا رہی ہوتی ہے۔ اور کہتی ہے کم بختو اب بتاؤ کیا خدا تعالیٰ ساری دنیا کی آوازیں نہیں سن سکتا۔ اسی طرح اب بڑی بڑی دوربینیں نکل چکی ہیں جن سے لاکھوں میل دور کے ستاروں کی حرکات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اب تو وائرلیس نے ترقی کرتے کرتے یہ صورت اختیار کر لی ہے۔ کہ شکلیں بھی دور دور تک دکھا دی جاتی ہیں غرض وہ جو واہمہ پیدا ہو گیا تھا کہ خدا کس طرح ساری دنیا کو دیکھ سکتا ہے۔ اور کس طرح ساری دنیا کی آوازیں سُن سکتا ہے۔ اس ترقی نے اسے دور کر دیا اور بتا دیا کہ جب معمولی انسان میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایسی قابلیت رکھی ہے کہ وہ اپنی آواز تمام دنیا کو سنا سکتا ہے۔ اور دنیا کے دوسرے کنارے کے آدمی کی بات کو بآسانی سن سکتا ہے اور نہ صرف آواز سن سکتا ہے بلکہ اس کی شکل بھی دیکھ سکتا ہے۔ تو کیا خدائے ذوالجلال جس کے ہاتھ میں سب کچھ ہے وہ ہر چیز کو نہیں دیکھ سکتا۔ اور ہر شخص کی آواز کو نہیں سن سکتا۔ اور جب وہ ہر چیز کو دیکھتا اور ہر شخص کی آواز کو سنتا ہے تو اس کے لئے کسی اور مددگار خدا کی کیا ضرورت رہی۔ وہ اکیلا ہی ساری دنیا پر حاوی ہے اور اکیلا ہی سب پر حکومت کر رہا ہے۔

ہماری تاریخ

قائد اعظم کے نام حضرت امام جماعت کا مکتوب

حضرت فضل عمر نے قائد اعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ کے نام ۸، یارک روڈ نئی دہلی سے ۶؍اکتوبر ۱۹۴۶ء کو تحریر فرمایا۔

"مجھے یہ سن کر بے حد مسرت ہوئی کہ آخر کار موجودہ گفت و شنید تصفیے کے آخری مراحل میں ہے۔ اس دوران میں اس رائے پر پختگی سے قائم رہا ہوں کہ ہمیں ہرگز اپنے نصب العین کو بھولنا نہیں چاہیئے اور نہ اس کے حصول کے لئے اپنی جدوجہد ہی میں کمزوری دکھانی چاہیئے۔ لیکن ہمہ وقت سمجھوتے کیلئے بھی تیار رہنا چاہیئے (کیونکہ اسلام ایسے موقعوں پر سمجھوتہ کرنے کی اجازت دیتا ہے) بشرطیکہ ایسا سمجھوتہ باعزت ہو اور ہمارے آگے بڑھنے کیلئے آئینی جدوجہد کا رستہ کھلا رہے۔ تاکہ ہم مستقبل میں اپنے مطمح نظر کے حاصل کرنے میں فائز المرام ہو سکیں۔

یہی وہ امر ہے جسے عرف عام میں "زیرِ احتجاج" قبول کرنا کہتے ہیں کیونکہ عبوری حکومت کو نیک و بد کرنے کے وسیع اختیارات دے دیئے گئے ہیں اس لئے قدرتی طور پر مجھے بے حد تشویش ہوئی کہ کوئی ایسا رستہ نکالا جائے کہ زیادہ سے زیادہ مسلمان حکومت میں شامل کئے جائیں تاہم مجھے مسرت ہوئی کہ آپ نے موقع کی نزاکت کو بڑی عقلمندی اور فراست سے سنبھال لیا اور با اثر دوستوں کے تعاون سے یہ ممکن ہو سکا۔ اگر کوئی مزید رکاوٹ اچانک پیدا نہ ہو گئی اور تصفیہ بالخیر طے پا گیا جس کی ہمیں امید ہے اور میں دعا گو بھی ہوں تو مجھے آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانی ہے کہ مسلم لیگ کی تنظیم و توسیع کی اشد ضرورت ہے۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل پانچ امور پر اساس قائم کی جائے۔

(۱) مرکز کی تنظیم و ترتیب میں استحکام پیدا کیا جائے۔ صوبوں اور اضلاع کی تنظیم میں مضبوطی اور زیادہ سے زیادہ نیابت دی جائے۔

(۲) مستقل فنڈز قائم کرنے کی سکیم بنائی جائے اور دیرپا آمد کے لئے یقینی صورت پیدا کی جائے۔

(۳) مرکز اور صوبائی سطح پر مسلم پریس کو مضبوط کیا جائے۔

(۴) لیگ کی مرکزی تنظیم کا ایسا نظام قائم کیا جائے کہ وہ مسلمانوں کو تجارت اور صنعت کے میدان میں ترقی کے مواقع بہم پہنچائے۔

(۵) غیر ممالک سے تعلقات وسیع اور استوار کئے جائیں۔

لاریب کام کرنے کا نہایت وسیع میدان موجود ہے۔ تاہم اگر اب سیدھی سادی ابتداء کی داغ بیل ڈال دی جائے تو مستقبل میں ترقی و خوشحالی مضبوط بنیادوں پر قائم ہو جائے گی۔ (اللہ نے چاہا تو)

اس تنظیم کی وسعت پذیری ایک اور رنگ میں بھی خوش آئند ہو سکتی ہے۔ وہ یہ کہ موجودہ دور میں ایک کافی تعداد قابل اور صاحب دانش و فہم مسلمانوں کی ایسی ہے جو اسلام اور مسلمانان ہند کی خدمت کے لئے بطیب خاطر اور ذوق و شوق سے اپنے آپ کو پیش کر سکتے ہیں۔ اس توسیع شدہ تنظیم کو چاہیئے کہ ایسے مستعد لوگوں کو اپنے اندر جذب کرنے کے لئے دروازے کھول دے ورنہ رفتہ رفتہ یہ لوگ برگشتہ ہو جائیں گے بلکہ ان میں سے بعض غیر مطمئن ہو کر شر پسندی اور فساد کا موجب بھی بن سکتے ہیں۔

میں شاید اس سے قبل آپ کو مطلع نہیں کر سکا کہ اسی روز جس دن میں نے آپ سے ملاقات کی تھی میں نے ہز ایکسیلینسی وائسرائے کو ایک خط بھجوا دیا تھا جس میں انہیں لکھا تھا کہ مسلم لیگ کے تمام مطالبات کے ساتھ مجھے اور میری جماعت کو پورا پورا تعاون اور حمایت حاصل ہے۔

آپ کا مخلص دستخط

مرزا بشیر الدین محمود احمد

(انگریزی سے ترجمہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

پروفیسر میاں محمد افضل

ڈاکٹر میاں محمد اشرف صاحب

ایک چھوٹا سا مضمون گزشتہ سے پیوستہ کے سلسلہ میں کچھ روز قبل ارسال کیا تھا۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ وہ زیادہ ہی گزشتہ سے متعلق تھا اور اسی لئے پیوست نہ ہو سکا۔ اگر اس کا ہیڈنگ "انگریزی سنیئے اور بولیئے۔" کر دیا جائے تو شاید پہلے حصہ سے دوری اشاعت میں حائل نہ ہو۔

اپنے والدِ محترم کے متعلق چند سطور ارسال کر رہا ہوں۔ امید ہے انہیں مناسب جگہ مل جائے گی۔

آپ نے اخبار کو جو نیا رنگ دیا ہے اس کی جتنی بھی داد دی جائے کم ہے بڑے بڑے دلچسپ مضمون اور ایمان افروز واقعات پڑھنے کو ملتے ہیں۔ مکرم ڈاکٹر پرویز پروازی کے شذرات اتنے خوبصورت اور پر لطف ہیں کہ ایک سے زائد بار پڑھے اور ہر دفعہ نیا لطف آیا۔ ادب کی چاشنی نے ان مضامین کو ایک شگفتگی اور نکھار بخشا ہے۔ مکرم و محترم محمد احمد مظہر صاحب کی ڈائری بہت ہی ایمان افروز واقعات پر مشتمل تھی۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے اور آپ کے اخبار کا حسن روز بروز بڑھتا رہے۔

آج اپنے والد محترم کے وصال کے چالیس سال بعد الفضل کی وساطت سے ان کا ذکرِ خیر کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ اس لئے مناسب ہوگا کہ مضمون کی ابتداء الفضل سے متعلق ان کے معمول کے ذکر سے ہو۔ چونکہ سرکاری ملازمت کے سلسلہ میں گجرات جہلم۔ گورداسپور ضلعوں میں مختلف مقامات پر تعینات رہے اس لئے اخبار الفضل بذریعہ ڈاک ملتا۔ اخبار بڑے پیار سے کھولتے مگر سب سے پہلے اس کی ظاہری نفاست کا اہتمام کرتے۔ سفر کے تھپیڑوں سے جو سلوٹیں پڑ جاتیں انہیں دور کرتے۔ اسے صحیح طور پر تہہ کرتے اور پھر بڑے شوق سے اس کا مطالعہ کرتے۔ ہر اچھے مضمون (مثلاً ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کے) اور ہر اچھی نظم (مثلاً اکمل صاحب کی) کو اپنی ڈائری میں نوٹ کرتے اور اس طرح ایک خوبصورت مجموعہ بنتا گیا۔ بچے جب بڑے ہوئے تو اس خیال کے پیش نظر کہ ان کو صحیح ماحول ملے اور صحیح رنگ میں تربیت ہو۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ بچوں کا داخلہ قادیان کے سکولوں میں ہی ہو۔ یہ خواہش قادیان کے محلہ دارالبرکات میں زمین خریدنے کی محرک بنی۔ دو کنال زمین تو پانچ سو روپے میں مل گئی مسئلہ مکان کے لئے پیسے کا تھا۔ دارالشکر کمیٹی میں شامل ہو کر آخر ۱۲۰۰ روپے کی کمیٹی نکل آئی اور مکان شروع ہو گیا۔ خوشی انہیں اس بات کی تھی کہ مکان محلہ کی بیت الذکر سے ملحقہ تھا۔ مکان میں اپنے شوق کے مطابق تقریباً ہر قسم کے پھل لگوائے۔ پپیتا کا پودا جو بڑے دروازے کے عین سامنے تھا ہر مہمان کی توجہ اپنی جانب کھینچتا۔ خود قادیان سے دور تعینات تھے مگر ہم سب کو قادیان میں رکھا۔ جس کے نتیجہ میں موقعہ ملا کہ قادیان کی مختلف بیوت الذکر میں نمازیں ادا کیں۔ بیت اقصیٰ میں حضور پر نور کے پر معارف خطبات سنے۔ سکول میں ایسے صاحب علم اور متقی اساتذہ جیسے کہ حضرت مولوی محمد الدین صاحب (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) سے اکتساب فیض کا موقع ملا۔ اس ماحول میں اس گلشن کے ایسے پھول ملے جن سے اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ کی خوشبو مشام جان کو معطر کر گئی۔ الغرض بچوں کی بہتر تعلیم و تربیت کے لئے والد بزرگوار نے افراد خانہ سے جدائی اور اکیلے پن کی مشکلات برداشت کرنا پسند کیں۔ مگر تربیت اولاد کو ذاتی سہولت اور آرام پر مقدم گردانا۔

یہ قادیان سے قربت کی خواہش اور حضرت امام کی اس پاک بستی کی کشش تھی کہ آپ کا تبادلہ علی وال ہو گیا۔ اس کو آپ نے انتہائی خوش قسمتی جانا۔ چونکہ یہ جگہ قادیان سے صرف ۷ میل کے فاصلہ پر تھی اس لئے جب بھی موقعہ ملتا آپ قادیان تشریف لے جاتے۔ محلے کی "بیت" جو ہمارے گھر کے ساتھ تھی، میں نمازیں ادا کرنے کے علاوہ کوشش یہ کرتے کہ بیت المبارک میں حضور کے اقتداء میں نماز پڑھ سکیں

علی وال ایک چھوٹا سا نہری بنگلہ پانیوں کا سنگھم۔ آموں کا جھرمٹ۔ ایک پر فضا مقام ایک پر بہار جگہ، ایک بہت بڑی نہر جس میں پانی خراماں خراماں چلا آ رہا ہے کہ یکدم اسے دو لخت کر دیا جاتا ہے۔ پھر وہ سر پٹختا۔ جھاگ اڑاتا۔ غصہ سے بپھرتا شور و غل مچاتا چھوٹی نہروں میں بٹ جاتا ہے۔ یہی نظارے لوگوں کو دور دور سے کھینچ لاتے۔ ہندو اپنے تہوار مناتے تو مسلمان پکنک کے لئے اکٹھے ہو جاتے اور یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ ان نظاروں سے لطف اندوز ہونے کے لئے

حضرت اماں جان (جنہیں والدہ محترمہ نے دعوت دی) دو بار تشریف لائیں ان کا تشریف لانا تھا اور اس خبر کا الفضل میں چھپنا تھا کہ قادیان سے آنے والوں کا ایک تانتا بندھ گیا۔ بہت سے نوجوان اور بزرگ تشریف لائے جن میں خاص طور پر قابل ذکر حضرت میرزا بشیر احمد صاحب (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) تھے۔ ملک غلام فرید صاحب (جو ان دنوں گرلز سکول کے مینیجر تھے) لڑکیوں کو پکنک کے لئے لائے (اس پر بعض اصحاب کو اعتراض بھی ہوا مگر کوئی قابل گرفت بات نہ نکلی) ان سب مہمانوں کی آمد قبلہ ام و والد محترم کے لئے باعث صد خوشی ہوتی اور وہ اپنی روایتی مہمانداری کا ثبوت دیتے۔ حضور کے خاندان کے افراد کی آمد پر پھولے نہ سماتے اور ہر ممکن خدمت کے لئے تیار رہتے۔

علی وال کے قیام کا ایک اور واقعہ یاد آ رہا ہے۔ وہاں سے کوئی بارہ پندرہ میل دور ایک گاؤں (جس کا نام یاد نہیں) میں جلسہ ہوا۔ سلسلہ کے علماء (جن میں مولانا ابوالعطاء صاحب بھی تھے) تشریف لائے۔ والد محترم کو دین حق کی باتیں سننے کا شوق کشاں کشاں لے گیا اور پھر یہ علمائے کرام کی تعظیم و تکریم اور ان کی خدمت کا جذبہ تھا کہ آپ نے ان محترم بزرگوں کو اپنے ہاں دعوت پر بلایا اور یہ ان حضرات کی ذرہ نوازی تھی کہ وہ تشریف لائے اور کچھ دیر ہمارے ہاں قیام کیا۔ یہ امر والد محترم کے لئے باعث صد مسرت ہوا۔ گھر میں ملازم ہونے کے باوجود خود ان کی خدمت کیلئے بڑی مستعدی اور مسرت سے بھاگ دوڑ کرتے رہے اور اس پر فخر محسوس کرتے۔ یہ تھا ان کا علمائے سلسلہ کے ساتھ محبت اور لگاؤ کا اظہار۔

آپ کی آخری پوسٹنگ بطور انچارج ایڈیشنل پولیس ہسپتال وارث روڈ لاہور تھی۔ ابھی انہیں چارج لئے ہوئے چند روز ہی ہوئے تھے کہ ہم نے دیکھا کہ ایک لمبی سی یونین جیک والی کار ہسپتال کے سامنے آن رکی اور اس میں سے ایک انگریز نکلے۔ معلوم ہوا کہ یہ صوبہ کے گورنر گلانسی (Glancy) صاحب ہیں جو بغیر کسی پیشگی پروگرام کے اور بغیر کسی لاؤ لشکر کے اکیلے ہی ایک پولیس ہسپتال میں آن پہنچے تھے۔ ان کی آمد کی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ کسی سپاہی نے شکایت کی تھی کہ اسے بطور مریض جو دودھ ملتا تھا اس سے بالائی پہلے سے اتاری ہوتی تھی۔ اب ذرا آج کے حالات سامنے رکھ کر خیال فرمائیے کہ اتنی چھوٹی سی شکایت اور صوبہ کے گورنر کی سرکاری ملازمین سے اتنی ہمدردی کہ وہ اس کی انکوائری کرنے خود چلا آ رہا ہے۔ بہرحال گورنر صاحب ہسپتال میں تشریف لے گئے پہلے تو ایک بھرپور نظر والد محترم کے چہرے پر ڈالی (آپ کے چہرے پر ایک خوبصورت داڑھی تھی اور برستا ہوا نور تھا) پھر اس شکایت کا ذکر کیا، والد محترم نے بے خوفی اور پر اعتماد لہجہ میں عرض کیا کہ ایسی ہی شکایت وہ خود بھی پہلے ہندو ڈاکٹر کے متعلق سن چکے ہیں۔ گورنر کو ان کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر یقین لہجے اور پر سکون چہرے کو دیکھ کر فوراً ان کی بات پر یقین آگیا۔ اور ایک منٹ میں انکوائری ختم ہو گئی۔ گورنر صاحب یہ کہتے ہوئے رخصت ہوئے۔ "ڈاکٹر صاحب مجھے اطمینان ہے کہ یہ شکایت آپ کے متعلق نہیں۔ آپ تسلی اور اطمینان سے اپنا کام کیجئے۔ میں انسپکٹر جنرل سے آپ کی ایمانداری کا تذکرہ کروں گا۔" کیا زیرک تھے وہ ایڈمنسٹریٹر جو ایک نگاہ میں معاملہ کی تہ تک پہنچ جاتے اور کیا عزت دی احمدیت نے ایک ماننے والے کو کہ صوبہ کا حاکم خود انہیں ایمانداری کا سرٹیفکیٹ دیکر رخصت ہوا۔

اب ایک آخری بات۔ آپ آخری بیماری میں مبتلا تھے بلڈ پریشر اپنا رنگ دکھلا رہا تھا۔ زندگی ہستی تمام ہو چلی تھی۔ مگر اندر کی روشنی پہلے سے فروزاں تھی۔ جو آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

تکلیف بڑھ رہی تھی "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" کی کیفیت آن پہنچی تھی۔ اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس (جو انگریز تھا) کی اہلیہ والد محترم کی بیمار پرسی کے لئے آئیں۔ (والد محترم نے ان کے ایک زہریلے پھوڑے کا کامیاب علاج کیا تھا) والدہ صاحبہ کی پریشانی دیکھی تو تجویز کی کہ اگر دوا کارگر نہیں ہو رہی تو ٹونے ٹوٹکے کا سہارا لیا جائے (تصور کیجئے کہ ایک انگریز عورت ٹونے ٹوٹکے پر اعتقاد رکھتی تھی اور اس پر عمل کی سفارش کر رہی تھی) انہوں نے ایک خاص شخص سے پیپل کے پتے لانے کو کہا اور اسے مریض کے پاس رکھنے کی ہدایت دی۔ بیماری شدید ہو تو لواحقین اپنے عزیز کی محبت میں سب کچھ کر گزرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ سو والدہ محترمہ نے پتے منگوائے اور آپ کی چارپائی کے قریب ایک میز پر رکھ دیئے۔ قبلہ ام نے آنکھ کھولی تو دریافت کیا کہ وہ کیا ہے؟ اور پتے کیوں رکھے گئے ہیں، جب انہیں وجہ بتائی گئی تو ان کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ فرمایا "انہیں فوراً اٹھا دو۔ میں بیماری کی شدت کے باوجود ایسی بات جس میں شرک کا شائبہ بھی ہو ہرگز کرنے کو تیار نہیں۔" اللہ اللہ! موت سر پر منڈلا رہی ہے ایسے وقت میں جب انسان ہاتھ پاؤں مارتا ہے اور ہر تنکے کا سہارا لینے کو تیار ہو جاتا ہے۔ آپ نے ایک لحظہ کے لئے بھی برداشت نہ کیا کہ ایسی بات کی جائے جس سے شرک کی بو آتی ہو۔

کیا خوب لوگ تھے۔ خدائے واحد میں کتنے یقین رکھنے والے اسی کے سہارے زندہ رہے اور آخری دم تک کسی اور کے سامنے سر نہ جھکایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (اللہ ایسا ہی کرے)

شذرات

نون سین

احمدیہ جماعت ماریشس

ایک جلسہ سالانہ منعقدہ ربوہ کے موقع پر ماریشس کی احمدیہ جماعت کے نمائندے نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

"ہم سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ جس نے محض اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے سفر یورپ کو غیر معمولی کامیابی سے نوازا۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے نیک نتائج بھی جلد از جلد برآمد فرمائے۔ ہم اس شاندار کامرانی پر حضور کی خدمت میں مبارکباد کا تحفہ پیش کرتے ہیں۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف

سیدی۔ ہمارے ملک کا تعلق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے زمانے میں ہی ریویو آف ریلیجنز کے ذریعہ سے مرکز احمدیت سے ہو چکا تھا۔ پھر حضرت فضل عمر نے حضرت صوفی غلام محمد صاحب بی۔اے کو اپنی امامت کے دور میں بھجوایا۔ یہ ۱۵ ستمبر ۱۹۱۵ء کو یہاں پہنچے اور اس طرح قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر کے زمانے میں سب سے پہلا احمدیہ مشن بیرون ہندوپاک ماریشس میں قائم ہوا۔

حضور! یہ اعزاز بھی ماریشس کو حاصل ہوا کہ بیرون ہندوپاک سب سے پہلا خدا کی راہ میں جان دینے والا مربی یہیں ہی مدفون ہے۔ یعنی حضرت حافظ عبید اللہ صاحب۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک اور رفیق مربی یعنی حضرت حافظ جمال احمد صاحب نے بھی یہیں میدان تربیت میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان قربان کی۔ سیدی یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ابتداء سے ہی اس مشن کو خود کفیل بنا دیا۔ اور بڑی کثرت سے فرانسیسی زبان میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب اور دیگر احمدیہ لٹریچر کو شائع کرنے کی توفیق دی۔ اور لٹریچر یہاں سے دنیا بھر میں بھجوایا جاتا ہے۔ مزید براں ہمارے کئی بھائیوں کو مرکز احمدیت کی زیارت سے مستفید ہونے کے مواقع بھی ملے ہیں۔ بعض نے تو باقاعدہ تعلیم بھی حاصل کی۔ جن میں سے ایک اس وقت افریقہ میں دعوت الی اللہ کے فریضے میں مصروف عمل ہیں۔

یہ حضور کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت فعال اور مستعد جماعتوں میں شمار ہوتی ہے۔

ہمارے نہایت ہی مہربان آقا گذشتہ سال سفر یورپ کے موقعہ پر ہم نے بھی بہت دعائیں کیں اور توقع تھی کہ حضور ماریشس میں بھی رونق افروز ہوں گے مگر ہماری قسمت نے یاوری نہ کی۔ اب ہم حضور کی خدمت میں عاجزانہ درخواست کرتے ہیں کہ امسال حضور ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ ہم سب خواہش مند ہیں کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مبشر نافلہ اور اپنے امام ہمام کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور ان کی صحبت سے مستفید ہوں۔ بالآخر ہماری یہ استدعا ہے کہ حضور ہمارا محبت بھرا سلام حاضرین جلسہ کو پہنچا دیں اور دعا کی تحریک فرمائیں تا حضور کا اپریل ۱۹۶۱ء والا رؤیا اپنی پوری شان سے پورا ہو۔

چین

نیو چائینہ نیوز ایجنسی نے بتایا ہے کہ گذشتہ بدھ کے دن سابق صدر امریکہ رچرڈ نکسن چین کے سینئر لیڈر ڈنگ ژیاؤ پنگ سے ملے۔ سرکاری ایجنسی نے یہ تو نہیں بتایا کہ یہ میٹنگ کتنی دیر تک جاری رہی اور گفتگو کا موضوع کیا تھا یہ میٹنگ چین کے پارلیمنٹ ہال میں جسے ہال آف دی پیپل کہا جاتا ہے۔ میں ہوئی۔ ایک روز پہلے مسٹر نکسن چین کے وزیر اعظم لی پنگ سے ملے اور ان کے ساتھ چین اور امریکہ کے تعلقات پر گفتگو کی۔ ہانگ کانگ میں جو خبر ملی اس کے مطابق چین کے وزیر اعظم نے مسٹر نکسن کو چین کے اندرونی حالات سے آگاہ کیا اور تفصیل کے ساتھ انہیں بتایا کہ چین کن خطوط پر آگے بڑھ رہا ہے۔ یا بڑھنا چاہتا ہے۔ لی کو یہ کہتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ چین مارکسی خیالات کا پیروکار ہے۔ لیکن ان خیالات کو چین کے مقامی حالات سے ہم آہنگ کیا جانا ضروری ہے۔ لیکن مغرب میں بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ چین جن خطوط پر آگے بڑھنا چاہتا ہے یا اصلاحات تجویز کر رہا ہے وہ زیادہ تر مال کی منڈیوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور وہ سرکاری ملکیت کو نجی ملکیت میں دینے کا خواہاں ہے۔ دراصل انہوں نے چین کی پالیسی کو غلط سمجھا ہے۔ اس ملاقات کے بعد وزیر اعظم نے مسٹر نکسن کو کھانے کی ایک بہت عظیم دعوت دی۔

مسٹر نکسن کا چین کا یہ چھٹا دورہ ہے سب سے پہلے وہ ۱۹۷۲ء میں چین گئے تھے۔ جس کی وجہ سے چین اور امریکہ کے سفارتی تعلقات بحال ہوئے۔ اگرچہ ایسا سات سال کے بعد ہوا۔ اس دعوت کے موقعہ پر مسٹر نکسن نے چینی راہنماؤں کو بتایا کہ امریکہ اور چین کو مل جل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ باوجود اس کے کہ ان دونوں کے درمیان ایک بہت بڑی خلیج ہے جس پر پل نہیں باندھا جا سکتا۔ اور یہ خلیج خاص طور پر ان واقعات کے ساتھ تعلق رکھتی ہے جو گذشتہ دنوں چین میں جمہوریت پسند طلباء اور دیگر لوگوں پر تشدد کیا گیا تھا۔ مسٹر نکسن نے یہ بھی کہا کہ یہ بات چین یا امریکہ کے مفاد میں نہیں ہے کہ وہ ایک دفعہ پھر ایک دوسرے سے الگ ہو کر اپنے درمیان فاصلہ پیدا کر لیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر ایسا ہوا تو قومی معیشت کو خاصا نقصان ہوگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچّوں کا کالم

پیارے بچّو!

آپ پر آپ کے خاندان پر آپ کے دوستوں اور سہیلیوں پر اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ آپ سب کو سلامت رکھے اور دین کی خدمت کی توفیق دے۔ بھلا یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے کہ یہ کالم کس عمر تک کے بچوں کیلئے ہے۔ کالم بچوں کا ہے۔ یعنی ایسی باتیں جو بچوں کیلئے مفید ہوں اور ان میں دین کا جذبہ پیدا کریں۔ انہیں آگے بڑھنے کی ہمّت دیں اور دنیا میں یہ ثابت کرنے کیلئے تیار کریں کہ وہ اس زمانے کے لیڈر ہیں۔ دنیا کی ہر بات میں رہنمائی کرنا ان کا فرض ہے۔ کوئی ۹۰ سالہ شخص بھی ایسی باتیں لکھے تو یہ کالم اسکے لئے حاضر ہے۔ زیادہ تر تو بچوں کو ہی اس کالم کیلئے لکھنا چاہیئے لیکن بچوں کے متعلق باتیں بڑے بھی لکھ سکتے ہیں۔

● سیّدہ نسرین شاہ نے لکھا ہے کہ بہت سے لوگ جن میں اس نے اپنے آپ کو بھی شامل کیا ہے۔ ایسے ہیں جو سبزیوں کی افادیت سے ناواقف ہیں اس لئے مہربانی کر کے سبزیوں کے فوائد کے موضوع پر زیادہ لکھا جائے، مثلاً سالن کی صورت میں یا مربّے کی شکل میں۔ جوس کی شکل میں جو چیزیں جو بچوں اور بوڑھوں کیلئے جس جس طرح مفید ہوں ان کی تفصیل بیان کی جائے۔ (ہم اپنے کالم میں تمام لکھنے والوں سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ اپنی معلومات اس سلسلے میں ہمیں فراہم کریں۔)

● بشریٰ طاہرہ بنت نصیر احمد صاحب باجوہ محلہ دارالیمن شرقی۔ ربوہ نے ایک مضمون بھیجا ہے۔ جسے وہ تو مختصر کہتی ہیں لیکن اس کالم کے لئے خاصا طویل ہے۔ اسی مضمون میں طالب علم کے اوصاف تحریر کئے گئے ہیں۔ حصول علم کی تڑپ، خلوص نیت تنہائی پسند اور خلوت گزینی، تکبّر سے پرہیز، اہل علم کی صحبت، باطن کی اصلاح، اختلاف سے پرہیز۔ دین وملّت سے محبّت۔ استاد سے محبّت اور محنت یہ دس باتیں ایسی ہیں جو کسی شخص کو ایک اچھا شاگرد بنادیتی ہیں جہاں تک ان کی تفصیل کا تعلق ہے، وہ ہم پھر کسی موقعہ پر پیش کریں گے۔ (اللہ نے چاہا تو۔)

● شمس النساء بنت عبداللطیف خان صاحب دار العلوم وسطی ربوہ لکھتی ہیں کہ میں نے ایک خط اور مضمون بھجوایا تھا۔ ہو سکتا ہے مضمون تو معیار پر پورا نہ اترا ہو۔ لیکن خط کا جواب بھی نہیں ملا۔ یکم نومبر کا اداریہ پڑھ کر پھر خط لکھ رہی ہوں۔ میں کالج جانے سے پہلے الفضل پڑھ لیتی ہوں کیونکہ آجکل الفضل صبح صبح ہی مل جاتا ہے۔ گذشتہ دنوں نادیہ سیفی کے متعلق یہ بات سامنے آئی تھی کہ اس بچی نے جاپان میں ہونے والے ایک عالمی مقابلے میں پینٹنگ کا دوسرا انعام حاصل کیا ہے۔ یعنی سلور میڈل۔ شمس النساء نے اس بچی کی تعریف کی ہے اور اس کے لئے بھی دعا کی ہے۔ اقوال زرّیں بھی بھجوائے ہیں وہ یہاں درج کر دیتے ہیں۔

گناہ ایک زہر ہے۔ بدظنی سے بچو یہ ایک گالی ہے۔ والدین کا احترام کرو۔ جھوٹ سے بچو۔ پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے، جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ دوسروں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ جب تمہارے پاس کسی قوم کا کوئی سردار یا معزّز آدمی آجائے تو اس کی عزّت کرو۔

● بشریٰ طاہرہ بنت نصیر احمد کہتی ہیں کہ میں فرسٹ ایئر کی طالبہ ہوں، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے امتحان میں کامیابی عطا کرے۔ مجھے بھی آپ بچوں کے کالم میں اس طرح شامل کر لیں کہ میں جو اقوال زرّیں بھیج رہی ہوں وہ شائع کر دیں۔

دولت مندی سے زیادہ کوئی چیز بھی ایمان میں خلل انداز نہیں ہوتی۔ دل ایک شیشہ ہے جس پر میل نہ ہو تو خدا نظر آتا ہے۔ زبان بند رکھنا سب سے بڑی عبادت ہے۔ سعادت مند وہ ہے جو اپنے نفس کی نگرانی کرے۔

● زاہدہ بانو۔ ہاگورہ فارمیسی وزیر آباد نے لکھا ہے کہ آج جمعے پر کسی نے نظم کے بارے میں استفسار کیا اور میں کچھ بھی نہ کہہ سکی آپ نے الفضل میں جو چند سطور لکھی ہیں ان سے مجھے کچھ بھی پتہ نہیں چل رہا۔ بہر حال ایک اور بھیج رہی ہوں۔ ان دو کو پڑھیں۔ اپنی رائے سے مطلع کریں۔ یہ چند سطریں اسیرانِ راہِ مولیٰ کے لئے ہیں (عزیزہ زاہدہ بانو آپ نے اپنی نظم میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے، وہ تو بہت ہی اچھے ہیں۔ اسیرانِ راہِ مولیٰ کیلئے دعائیں ہیں اور اپنی دلی کیفیت کا اظہار کیا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ نظم اور نثر میں تو فرق ہوتا ہے۔ نظم میں کوئی وزن ہونا چاہیئے۔ آپ اچھے اچھے شاعروں کی نظمیں پڑھا کریں اور پھر دیکھیں کہ کس طرح ان کی ہر نظم کا ایک مصرعہ دوسرے مصرعے کے مطابق ہوتا ہے۔ پہلے آپ کوئی ایسا مصرعہ کہہ لیں جو باوزن ہو اور اسکے بعد ہر مصرعہ کو اس کے مطابق بناتی جائیں۔ آپ نے اسیرانِ راہِ مولا کی تضرعات پہ ان کی بے گناہی کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کے متعلق دعا کی۔ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں کسی کا محتاج نہ کرے اور وہ خود ہی ان کا حافظ و ناصر ہو۔ اور آپ نے آخری شعر میں ایک بہت اچھی بات کہی ہے کہ وہ جو قربانیاں دے رہے ہیں وہ دراصل ایمان اور محبت کا کرشمہ ہے۔ اور وہ لوگ جو دنیا کے متوالے ہیں۔ ان کو وہ درسِ وفا دے رہے ہیں۔)

● محمود احمد عاطف دار العلوم غربی ربوہ لکھتے ہیں کہ مجھے شکایت ہے ان سے جو عفو سے کام نہیں لیتے۔ جو راستوں کے آداب کا خیال نہیں کرتے، جو تنہائی سے تنگ آکر بری صحبت اختیار کر لیتے ہیں، جو اپنا کام وقت پر نہیں کرتے جو اخلاق و کردار سے اپنی شناخت نہیں کرواتے۔

یہ بہت اچھی بات ہے کہ محمود احمد عاطف کو ان لوگوں سے شکایت ہے۔ لیکن دیکھنے والی بات یہ ہے کہ وہ کس حد تک ان باتوں پر عمل کرتے یا ان سے بچتے ہیں۔ کہیں لوگوں کو بھی ان سے یہی شکایت تو نہیں۔

● شفقت شاکرہ نے اپنا پتہ نہیں لکھا کہتی ہیں کہ مجھے لکھنے لکھانے سے شغف نہیں۔ لیکن پڑھنے کا جنون ہے۔ یہ کاغذ کا ٹکڑا تندور جلاتے ہوئے ملا۔ پڑھا تو صرف رئیس نام معلوم ہوا۔ نظم مجھے اچھی لگی۔ میں آپ کو بھیج رہی ہوں۔ آپ بھی اس کا مزا لیں۔ یہ نظم ہم کسی وقت خدا نے چاہا تو شائع کر دیں گے۔ ایک اور بات انہوں نے لکھی ہے اور وہ یہ کہ اگر انسان سب انسانوں کو برابر سمجھے تو ایسا کبھی نہ کرے کہ موٹر کار میں سوار ہو اور اس میں سے اترتے ہوئے اس کے ڈرائیور کو اُٹھ کر اس کی گاڑی کا دروازہ کھولنا پڑے۔ آخر وہ خود بھی تو کھول سکتا ہے۔

بات تو ٹھیک ہے لیکن یہ آپ سے کس نے کہا کہ گاڑی میں بیٹھنے والا ڈرائیور سے کہتا ہے کہ اٹھ کر دروازہ کھولو۔ ہوتا یہ ہے کہ گاڑی کا ڈرائیور اپنے مالک کی عزّت افزائی کیلئے خود دوڑ کر دروازہ کھولتا ہے۔ کیا سب انسانوں کی برابری کا یہ مطلب ہے کہ کوئی کسی کی عزت کرنا چاہے تو اسے عزت نہ کرنے دی جائے۔ مثلاً آپ نے دیکھا ہوگا۔ کہ افسر بذاتِ خود تو ایک بہت بڑے کمرے میں بیٹھا ہے۔ اس کے پاس ایک بڑی سی میز ہے۔ کمرہ اس کا سجا ہوا بھی ہے۔ لیکن ایک اور ویسا ہی شخص یعنی انسان (انسانیت میں تو سارے برابر ہیں) باہر اس کے دروازے پر ایک سٹول پر بیٹھا ہے۔ اس کو لوگ تو چپڑاسی کہتے ہیں۔ ہم مددگار کارکن کہتے ہیں، اور اگر یہ شخص کہے کہ میں بھی ویسے ہی دفتر میں بیٹھوں گا یا کبھی افسر اپنے دفتر میں بیٹھے کبھی وہ میرے سٹول پر آکر بیٹھے اور میں وہاں جا بیٹھوں تو کیا یہ ممکن ہے ہرگز نہیں۔

● ناصر آباد کالونی سے ہی شازیہ یونس جو آٹھویں جماعت میں پڑھتی ہیں نے بھی ایک نظم بھجوائی ہے۔ عنوان کوشش ہے اور کہا یہ گیا ہے کہ میں ایسی کوشش کروں۔ کہ احمدیہ جماعت کی آنکھوں کا تارا بن جاؤں اور ٹوٹے ہوئے دلوں کا سہارا بن جاؤں ایک شعر بھی ہم آپ کو سنا دیتے ہیں۔

بنوں گی ضعیفوں غریبوں کی ساتھی
اندھیرے میں روشن ستارہ بنوں گی

بہت اچھا شعر ہے اور بہت ٹھیک ٹھاک۔

ہمیں اس بات سے خوشی ہے کہ اب بچّے اس کالم میں دلچسپی لینے لگے ہیں، جیسا کہ ہم پہلے بھی کہتے رہے ہیں۔ آپ لکھیں اور لکھتے ہی رہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ جلد ہی آپ کو بہت اچھا لکھنے کی مشق ہو جائے گی۔

● آسیہ نے لکھا ہے میں اپنا نام بدلنا چاہتی ہوں۔ اس کا طریق یہ ہے کہ آپ اپنے ابّا جان سے کہیں کہ وہ ہمیں لکھیں۔

پتہ درکار ہے!

نظارت بہشتی مقبرہ کو درج ذیل موصی/ موصیان کے پتہ جات درکار ہیں۔

● محترمہ امتہ الجمیل سیّدہ راشدہ بیگم صاحبہ زوجہ مکرم محمد نسیم احمد صاحب وصیت نمبر ۲۲۹۲۳، سابقہ سکونت ۱۳۷-A-۸، بلاک ۸ ناظم آباد شمالی کراچی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز
ربوہ

مسل نمبر ۲۷۱۳۱:- میں ملک عبدالباسط ولد ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم قوم راجپوت کھوکھر پیشہ ملازمت عمر ۴۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۸۸-۱۱-۲۷ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ /۴۵۰۰ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ ملک عبدالباسط ولد ملک عبدالرحمٰن خادم صاحب A-663 سیکٹر 11-B نارتھ کراچی۔ گواہ شد نمبر۱ چوہدری صفیر احمد چیمہ سیکرٹری وصایا کراچی گواہ شد نمبر۲۔ لطیف الرحمٰن سنوری ولد حفیظ الرحمٰن سنوری کراچی۔

مسل نمبر ۲۷۱۳۲:- میں کلیم احمد ملک ولد ملک فضل حسین صاحب قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ۳۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 27/6 دارالرحمت غربی ربوہ حال ٹورنٹو کینیڈا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۸۹-۳-۲۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ /۳۰۰۰ ڈالر ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ ملک کلیم احمد 27/6 دارالرحمت غربی ربوہ حال کینیڈا۔ گواہ شد نمبر۱۔ محمد سعید مربی سلسلہ وصیت نمبر ۱۰۲۷۵۔ گواہ شد نمبر۲۔ محمد عیسیٰ جانخان۔

اخبارِ احمدیہ

درخواست دُعا

• مکرم مظہر الحق صاحب یمان کا پتے کا کامیاب اپریشن ہو چکا ہے۔ سانس میں بہت زیادہ تکلیف ہے۔

• عزیزم فرحت حیات ابن مکرم صداقت حیات صاحب دارالنصر غربی بازو پر شدید چوٹ لگنے کے باعث فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ ایسے ہی عزیزم حامد حیات بھی بیمار ہے۔

• مکرم ناصر احمد صاحب کارکن دفتر الفضل کے ہاتھ پر گلٹیوں کے باعث ورم ہو گیا ہے۔

• محترمہ مجیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم خواجہ عبدالقیوم صاحب ڈرگ کالونی کراچی کا بریسٹ کا اپریشن ہوا ہے۔

احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب بہن بھائیوں کو شفائے کاملہ عطا فرمائے اور اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔

سانحۂ ارتحال

• افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم چوہدری خلیل الرحمان خان صاحب آف شورکوٹ جو حضرت چوہدری عبدالسلام خان صاحب آف کاٹھ گڑھ رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے بیٹے، مکرم چوہدری عبدالرحیم خان صاحب سابق آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ کے بھائی اور مکرم عبدالمغنی صاحب زاہد مربی سلسلہ کے چچا تھے۔ طویل علالت کے بعد ۱۱، نومبر کو نشتر ہسپتال ملتان میں وفات پاگئے۔ اگلے روز ککی نو میں مکرم مربی سلسلہ نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں اعزہ و اقارب کے علاوہ اردگرد کی جماعتوں سے آئے ہوئے احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ بعد میں احمدیہ قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو آغوش رحمت میں جگہ دے، درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔

• محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ والدہ مکرم ماسٹر بشارت احمد صاحب دارالعلوم وسطی ربوہ مورخہ ۷، نومبر ۱۹۸۹ء رات دس بجے قضائے الٰہی سے وفات پاگئیں۔ موصوفہ کی عمر تقریباً ۷۰ سال تھی۔ لمبا عرصہ شوگر کی مریضہ رہیں۔ طبیعت میں سادگی اور انکساری پائی جاتی تھی۔ نماز کی پابند تھیں۔ حضور انور کے خطبات نہایت شوق سے سنتیں۔ بہت دُعا گو خاتون تھیں۔ بیماری کا نہایت صبر سے مقابلہ کیا۔ نماز عصر کے بعد مکرم و محترم امیر صاحب مقامی کی اجازت سے بیت مبارک میں محترم سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے نماز جنازہ پڑھائی خدا تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ اس لئے بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی قبر تیار ہونے پر مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب صادق ناظر خدمت درویشاں و ناظم وقف جدید نے دُعا کروائی۔

احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے اور موصوفہ کے درجات بلند فرمائے۔

اگر آپ الفضل کے خریدار ہیں اور آپ کو پرچہ نہیں مل رہا تو مہربانی فرما کر جب بھی پرچہ نہ ملے، ہمیں ضرور اطلاع دیں۔
شکریہ (مینیجر)

بقیہ: ارشادات امام رابع

خود وصال عطا نہ کرے کوئی وصال کو حاصل نہیں کر سکتا"۔

پس ان معنوں کی رُو سے احسان کا ایک اور معنی بھی سمجھ آگیا اور یہ بات بھی سمجھ میں آگئی کہ کیوں اسے احسان کہا گیا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے لقاء کا نام احسان بیان فرمایا ہے۔ ایک عارفانہ نکتہ حضرت (بانیٔ سلسلہ) سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ لقاء کا نام اس لئے احسان بیان فرمایا کہ خدا کے احسان کے بغیر وصال نہیں ہو سکتا۔ یہ ہے اللہ کا احسان کہ جب بندے پر ہو جائے تو اس کو نمازوں میں خدا نظر آنے لگ جاتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۶، دسمبر ۱۹۸۵ء)

ـــــــ دوا تدبیر ہے اور دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

شربت صدر ـــــ نزلہ و زکام کھانسی اور گلے کی خراش کے لئے۔ قیمت /۸

راحتِ جان ـــــ تبخیرِ معدہ کی مفید و مجرب دوا۔ قیمت /۱۴

تریاقِ معدہ ـــــ کھانا ہضم کر کے طبیعت کو شگفتہ اور بحال رکھتا ہے۔ قیمت /۲، /۱۴

تریاقِ نزلہ و زکام ـــــ نزلہ و زکام کی بلند پایہ دوا۔ قیمت /۷

روشن کاجل ـــــ آنکھوں کی خوبصورتی اور حفاظت کیلئے۔ قیمت /۵

حبوب مفید اٹھراء قیمت /۱۵، /۴۵ — **اکسیر اولاد نرینہ** قیمت /۵۰ — **زوجامِ عشق** قیمت /۱۰۰

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ فون: ۶۳۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نتیجہ مقابلہ بین المجالس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ

مجلس اطفال الاحمدیہ وحدت کالونی لاہور علم انعامی کی حقدار قرار پائی

مجالس اطفال الاحمدیہ میں مسابقت کی روح پیدا کرنے کے لئے سال بھر میں بہترین کام کرنے والی مجلس کو علم انعامی دیا جاتا ہے۔ سال ۸۹ - ۱۹۸۸ء کی ماہوار رپورٹوں کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد جو نتیجہ مرتب کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق مجلس اطفال الاحمدیہ وحدت کالونی لاہور اوّل آکر علم انعامی اطفال الاحمدیہ کی حقدار قرار پائی ہے۔

علاوہ ازیں مجلس عزیز آباد کراچی نے دوسری ، اسلامیہ پارک لاہور نے تیسری ، ربوہ نے چوتھی اور گلبرگ لاہور نے پانچویں پوزیشن حاصل کی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان مجالس کا یہ اعزاز ہر جہت سے مبارک فرمائے۔

مہتمم اطفال

تلاش گمشدہ

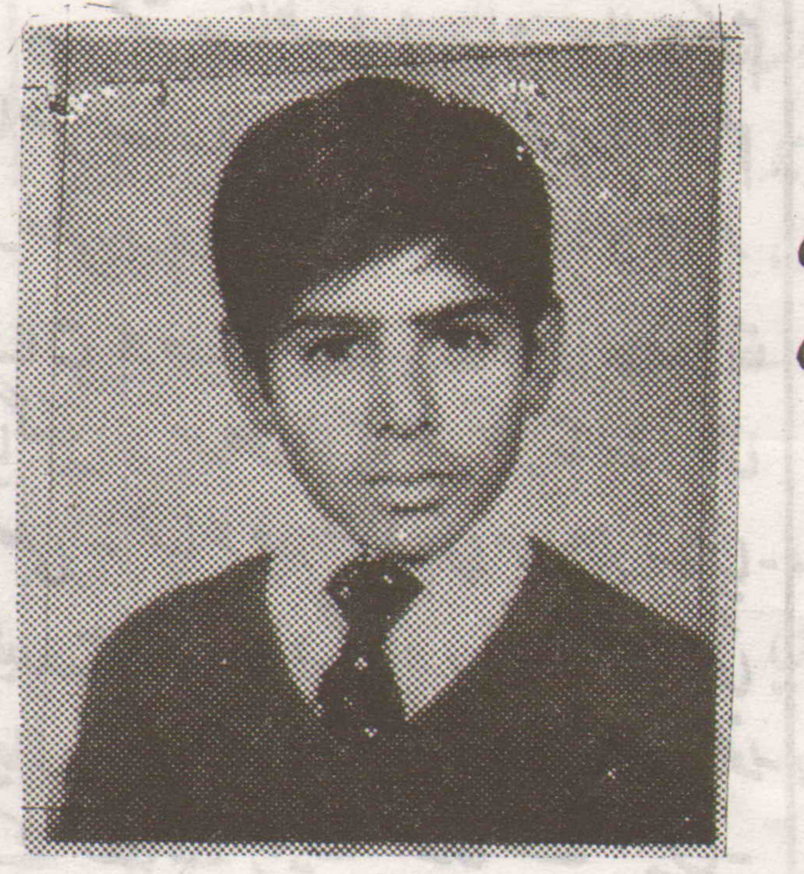

مکرم عبدالغفور صاحب کا بیٹا شاہد پرویز جو کہ ۲۸ ستمبر ۱۹۸۹ء کو صبح گھر سے سکول پڑھنے کیلئے گیا مگر واپس گھر نہیں آیا۔ تلاش کرنے کے باوجود کوئی پتہ نہ چل سکا۔ بیٹے کا حلیہ درج ذیل ہے۔

شاہد پرویز ولد عبدالغفور

عمر : ۱۴ - ۱۵ سال ۔ طالب علم کلاس نہم۔

قد : تقریباً ۴½ فٹ

بال : سیدھے سیاہ جسم پتلا

رنگ : سانولا ۔ سفید قمیص سفید شلوار

پاؤں میں سیاہ رنگ کے بوٹ پہنے ہوئے ہے۔ جس کو پتہ چلے درج ذیل ایڈریس پر اطلاع دیں۔

سکندر ماربل سٹور ۔ عبدالغفور ۔ یادگار روڈ ۔ نزد دارالضیافت ۔ ربوہ

فون نمبر : ۴۱۲

تصحیح

مورخہ ۲۵ ۔ اکتوبر ۱۹۸۹ء کے الفضل میں احمد برادرز کے اشتہار میں بی ایس اے کی بجائے جی ایس اے پڑھا جائے۔ (مینجر)

خبریں

ملکی خبریں

- وفاقی کابینہ کی تشکیل نو کے پہلے مرحلے کے طور پر ۱۲ ، وزراء حلف اٹھائیں گے۔ مصطفیٰ کھر کو اسٹیبلشمنٹ کا محکمہ دینے کا امکان ہے۔ غیر منتخب مشیروں کو مختلف کمشنوں کی سربراہی دیئے جانے کا امکان ہے۔ نئی کابینہ کی حلف برداری کی تقریب کے ساتھ ہی سرحد، پنجاب اور بلوچستان کے گورنروں کی تبدیلی کا بھی امکان ہے۔
- چین کے وزیر اعظم مسٹر لی پنگ کا اسلام آباد ایئر پورٹ پر شاندار استقبال کیا گیا۔
- وزیر اعظم بے نظیر بھٹو ۲، دسمبر کو ریڈیو اور ٹی وی پر قوم سے خطاب کریں گی۔ اس میں ایک اہم اعلان متوقع ہے۔
- بی بی سی نے کہا ہے کہ وفاقی کابینہ میں ردّ و بدل کا مقصد خالی عہدوں کو لین دین کے لئے استعمال کرنا ہے۔
- پنجاب کے وزیر اعلیٰ نواز شریف نے کہا ہے کہ سندھ میں امن و امان کی صورتحال سنگین ہوتی جارہی ہے۔ سندھ سے پنجابی لٹ پٹ کر آرہے ہیں۔
- متحدہ اپوزیشن کے سربراہ مسٹر غلام مصطفیٰ جتوئی نے کہا ہے کہ حکومت سے مذاکرات کیلئے اپوزیشن کے دروازے کھلے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم برسر اقتدار آکر موجودہ ایٹمی پالیسی برقرار رکھیں گے۔
- فنانشل ٹائمز نے کہا ہے کہ بے نظیر بھٹو اعتدال پسند اپوزیشن رہنماؤں کو کابینہ میں شامل کریں گی۔
- آٹھ سے دس جماعتوں پر مشتمل نیا سیاسی اتحاد دو ہفتوں میں بن جائے گا۔
- کراچی میں پاکستان اور بھارت کے درمیان پہلے ٹیسٹ میچ میں غیر جانبدار ایمپائر مقرر کر دیئے گئے ہیں۔

غیر ملکی خبریں

- سوویت یونین نے مشرقی جرمنی میں ہونے والی سوشل اصلاحات کیلئے اپنی حمایت کا اعلان کیا ہے لیکن مغرب کو خبردار کیا ہے کہ وہ مشرق سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرے روسی وزیر خارجہ نے کہا کہ روس یورپ میں سوشلزم کی انقلابی تجدید میں مداخلت نہیں کرے گا ۔ لیکن دوسرو کو بھی یہی طرز عمل اختیار کرنا چاہیئے ۔ اور مشورہ یا شرائط تھوپنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے ۔ انہوں نے کہا کہ کئی لوگ جرمنی کو متحد کرنے کی بات کر رہے ہیں جس سے کئی دوسری یورپین ریاستوں کے اہم مفادات متاثر ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مشرقی جرمنی کی خود مختاری پر حرف لانے کی کوشش باعث تشویش ہے
- چیکوسلواکیہ کی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ اس نے اپنے شہریوں پر سے دوسرے ملکوں میں سفر کرنے کی پابندیوں کو اٹھا لیا ہے اور انہیں ویزا درکار نہیں ہوگا۔ انہوں نے مزید اصلاحات لانے کا بھی ذکر کیا ہے۔
- السلواڈور میں جنگ چوتھے روز بھی جاری رہی۔ ہزاروں لوگ دارالحکومت سان سلواڈور کے اطراف میں جھگیوں اور جھونپڑیوں سے اپنے ٹھکانے چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔ حکومت کے ہوائی جہاز ان ٹھکانوں پر حملے کر رہے ہیں۔ جو بائیں بازو کے چھاپہ ماروں نے قائم کئے ہیں۔

حضرت حکیم نظام جان کا مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ) ۳ محمود آباد نزد شبینہ ڈاکخانہ کراچی ۴۴

• نرینہ اولاد سے محروم • بے اولاد
• اٹھراء • سوکھا • گرمی
• گیس کا علاج کرنے والے

ہر ماہ کی ۱۹ سے ۲۳ تاریخ تک
حکیم عبدالحمید اعوان
مطب میں حاضر ہوتے ہیں